جہاد پر استقامت

قاری نوید مسعود ہاشمی

یہ سات اکتوبر 1991ء کی یخ بستہ صبح کی بات ہے مجاہدین کا ایک دستہ گردیز کو فتح کرنے کیلئے بڑھتا چلا جا رہا تھا، مسلح مجاہدین آپس میں محو گفتگو تھے، ایک دوسرے سے معافیاں مانگی جا رہی تھیں، ہر مجاہد کی پیشانی شہادت کے نور سے چمک رہی تھی ہر مجاہد دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ دیکھنا اگر تم مجھ سے پہلے شہید ہو گئے تو قیامت کے دن مجھے بھول مت جانا بلکہ اپنے ساتھ جنت میں لیکر جانا، ایسے میں ایک مجاہد پر مکمل خاموشی طاری تھی، وہ چپ چاپ ذکر کرنے میں مصروف تھا، قریب بیٹھے ہوئے ساتھی نے اسے جھنجھوڑا اور کہا کہ تم خاموش کیوں ہو جواب کیوں نہیں دیتے، وہ مجاہد مسکرایا اور بولا اگر میں آج پہلے شہید ہو گیا تو وعدہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن صرف اسی کی سفارش کروں گا جو اپنی آخری سانسوں تک تحریک جہاد سے اخلاص کے ساتھ جڑا رہے گا، اس وقت تو اس کی یہ بات کسی کو سمجھ نہ آئی پھر معرکہ گردیز لڑا گیا میرا وہ عظیم جانباز مجاہد بھائی مولانا اختر محمودؒ لائٹ مشین گن کی گولی کا نشانہ بن کر خلد بریں میں جا پہنچا، میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے اسکے گاؤں حویلیاں کینٹ میں ''کوکل برسین'' کے قبرستان میں لحد میں اتارا، یہ وہی اختر محمودؒ ہے کہ جس نے امیر المجاہدین حضرت اقدس الشیخ مولانا محمد مسعود ازہر حفظہ اللہ کو دعوت جہاد پر کھڑا کیا تھا.....آج 17 سال گزرنے کے بعد جب میں شہید اختر محمودؒ کی محاذ جنگ پر شہادت سے قبل مانگی ہوئی دعا کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے اس دعا کی افادیت کی یوں سمجھ آتی ہے کتنے ہی نوجوان تھے جو مجاہدین کے شانہ بشانہ محاذوں پر سرگرم عمل رہے ان کا وقت مجاہدین کے ٹریننگ سنٹروں میں بھی گزرا، وہ جہاد سے محبت کا اظہار بھی کرتے رہے لیکن پھر آہستہ آہستہ ''کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا'' کے مصداق جہاد سے کٹ کر گھروں میں بیٹھ گیا، کوئی شیطانی وسوسوں کا شکار ہوا، تو کوئی بزدلی کا نشانہ بنا، کسی نے گھریلو مجبوریوں کو بہانہ بنایا تو کوئی مجاہد قیادت کے نیچے آنے والی بڑی بڑی گاڑیوں کا دکھ پالے گھر کا ہو رہا.....ان گزرے ہوئے سترہ برسوں میں لاتعداد مجاہد فضول وسوسوں اور لایعنی سوچوں کا نشانہ بن کر دنیا کے بکھیڑوں میں گم ہو گئے.....ان کے تحریک جہاد سے کٹ جانے سے مجاہدین کو تو کوئی فرق نہ پڑا، کیوں کہ جہاد اللہ رب العزت کا وہ عظیم حکم ہے جس پر قرآن کریم کی 558 آیات جہاد 14 سو سال سے گواہی دیتی آئی ہیں، جس حکم کا ذکر سینکڑوں بار قرآن پاک میں ہو چکا ہے، جس فریضہ پر احادیث رسول ﷺ کے سینکڑوں ابواب شہادتیں دے رہے ہوں.....جس حکم کو پورا کرنے کیلئے خود خالق کائنات کے محبوب پیغمبر ﷺ 27 مرتبہ میدانوں میں نکلے ہوں، آپ کے رخسار مبارک کا مقدس لہو جس حکم کو پورا کرتے ہوئے میدان میں گرا ہو، آپ کے دانت مبارک جس حکم کی تکمیل کی خاطر شہید ہوئے ہوں، جس فریضہ کو ادا کرتے ہوئے محسن انسانیت ﷺ نے اپنے پیارے صحابہ کرامؓ کے کٹے پھٹے جسم میدانوں سے اٹھائے ہوں.....اپنے چچا سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ کے جسم کے ٹکڑے جمع کئے ہوں، سیدنا مصعب بن عمیرؓ کا مقدس لاشہ اٹھایا ہو.....جس راستے کو اختیار کرتے ہوئے آقائے نامدار ﷺ نے اپنے 70، 70 پیارے ساتھیوں کے جنازے اٹھائے ہوں.....اس راہ پر چلتے چلتے اگر کوئی ساتھ چھوڑ جائے تو دلی تکلیف اور دکھ تو ضرور پہنچتا ہے.....لیکن نقصان میں وہی رہتا ہے کہ جو شیطانی وسوسے پال کر جہاد کی راہ چھوڑ کر گھر بیٹھ جاتا ہے.....گزرے ہوئے 18 سالوں میں ان گنت دوست اور ساتھی محاذوں پر شہید ہوئے اور ایسے بھی بہت سے تھے جو سب کچھ چھوڑ گھروں کے باسی بن گئے.....سوال یہ ہے کہ جو شیطانی وسوسوں اور بے بنیاد خدشات کا شکار ہو کر جہاد چھوڑ بیٹھا کیا اس کے گھر بیٹھ جانے سے جہاد بند ہو گیا؟ کیا اس کے کٹ جانے سے تحریک جہاد کی حرمت میں کوئی فرق پڑا؟ اور پھر جہاد سے کٹ کر بیٹھنے والوں میں بھی کئی قسم کے لوگ تھے۔

ان میں کچھ تو وہ تھے جو واقعی بعض مجبوریوں کا شکار بن کر بیٹھنے پر مجبور ہوئے لیکن وہ مجاہدین کیلئے دعا گو اور دعا جو ضرور رہے کسی نہ کسی کھاتے میں دامے درمے سخنے مجاہدین کی مدد پر آمادہ و تیار رہے، لیکن جہاد سے راہ فرار اختیار کرنے والوں میں ایک گروہ ایسا بھی تھا، جو جہاد کی تحریک سے علیحدہ تو اپنی مجبوریوں کی بنا پر ہوا.....مسائل تو اس کے اپنے تھے، جن ناپاک خواہشات کی تکمیل لیکر وہ تحریک جہاد میں شامل ہوا تھا، مجاہدین کے منظم نیٹ ورک کی برکت اور اللہ کی طاقت سے جب اس کی ناپاک آرزوؤں کی تکمیل نہ ہوئی تو وہ گروہ جہادی تحریک سے بھاگ کھڑا ہوا.....لیکن اپنے اس بھاگنے کو اس گروہ نے اصول پسندی کا نام دیتے ہوئے مجاہدین پر سب وشتم کو اپنا نصب العین بنا لیا.....مجاہدین کی بدخوئیاں کرنا، برائیاں اچھالنا، مجاہدین کیخلاف نت نئے جھوٹے افسانے تراشنا اس گروہ نے اپنا خاصہ بنا لیا، اس گروہ کے بعض گرگے جو دنیا کے سامنے جہادی سٹیجوں پر نمودار ہو کر پاکستان میں جمہوریت کی نفی کیا کرتے تھے اور اپنا مرنا جینا میدان جہاد کے ساتھ وابستہ گردانا کرتے تھے.....پھر اسی گندی سیاست کے کیچڑ میں لت پت ہونے پر فخر محسوس کرنے لگے.....یہ گروہ مجاہدین کا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکا جہاد کے میدان بھی سجے رہے شہادتوں کے کارواں بھی چلتے رہے البتہ اس گروہ کا اپنا نقصان یہ ہوا کہ یہ گروہ ''نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا رہا'' ''نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم'' کی زندہ مثال بن کر آج پاکستان کی گلیوں کوچوں میں سیاسی سٹیجوں پر نمودار ہو کر چیخ

چیخ کر یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ" دیکھو مجھے دیدۂ عبرت نگاہو"

مطلب یہ کہ تحریک جہاد سے جو بھی وابستہ ہوا وہ عزت، عظمت اور رفعت پا گیا..... جس طرح جہاد ایک عام سے شخص کو اوج ثریا کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے بعینہٖ اسی طرح جو تحریک جہاد کا غدار یا بھگوڑا ہوتا ہے اسے یہی جہاد سیاست کے کیچڑ میں منہ کے بل گرنے پر مجبور بھی کر دیتا ہے..... میں نے اپنی زندگی میں دیکھا 1991ء کی میں پاکستانی مجاہدین کے محبوب ترین کمانڈر عبدالرشید شہیدؒ ہوا کرتے تھے خوست کے مورچوں پر مجاہدین انہیں کی کمان میں روسی افواج پر بڑھ چڑھ کر حملے کرتے تھے، میری ان سے بھی بڑی دوستی تھی ایک دفعہ میں نے ان سے سوال کیا کمانڈر صاحب آپ کی تعلیم کتنی ہے تو فرمانے لگے کہ بھائی "میں چنداں پڑھا ہوں اور جہاد میں شامل ہونے سے پہلے ڈیرہ اسماعیل خان میں واقع گومل یونیورسٹی میں طلباء کے ہاسٹل میں روٹیاں لگایا کرتا تھا" میں حیرت سے اس عظیم کمانڈر کو دیکھتے ہوئے سوچتا رہا کہ اللہ کی شان دیکھئے کہ یہ جہاد کی برکت ہی تو ہے کہ کراچی سے حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ حضرت مفتی ولی حسن درویشؒ، حضرت مفتی عبدالسمیع شہید، حضرت مفتی محمد جمیل خان شہید جیسے جید علماء سینکڑوں میل کا صعوبتوں بھرا سفر کر کے محاذ جنگ پر ان کے پاس پہنچا کرتے تھے اور ایک موقع پر تو غالباً حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم تو کمانڈر عبدالرشیدؒ کی باتیں سن کر اپنے دلوں کو مکون بخشتے ہیں، کمانڈر عبدالرشید شہید نے یہ مقام صرف میدان جہاد میں استقامت کی برکت سے حاصل کیا تھا..... بے شک علم بہت بڑی دولت ہے لاریب علم کی دولت کا مقابلہ دنیا کی کسی اور دولت سے نہیں کیا جا سکتا لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کہ اگر جہاد کے میدان میں اخلاص کے ساتھ کوئی ان پڑھ بھی کود پڑا تو اللہ پاک نے میدان جہاد کی برکت سے اس پر علم و عرفان کے دروازے کھول دیئے اس لئے کہ جو شخص جہاد میں مضبوط دل کے ساتھ ثابت قدم رہتا ہے ہوائیں کیسی بھی کیوں نہ چل پڑیں..... پریشانیاں جتنی چاہیں گھیر لیں، مجبوریاں چاہے پاؤں کی بیڑیاں بن جائیں..... دنیا جتنا مرضی اشکالات کا طوفان کھڑا کر دے حکومتیں جس قدر چاہے جبر و ستم کے ہتھکنڈے آزمالیں، آپس میں جتنے مرضی اختلافات کیوں نہ ابھر پڑیں ان سب باتوں کے باوجود بھی اگر اسکا جذبہ جہاد سلامت رہتا ہے اور وہ اپنے مشن کی تکمیل کیلئے ڈٹ جاتا ہے تو پھر ایسے ہی شخص پر آسمان سے نورانی فرشتے اترتے ہیں اور اسے تلقین کرتے ہیں کہ اب تجھے ڈرنے یا غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم تو تیرے لئے جنت کی بشارت لیکر آئے ہیں..... مجاہدین خواہ کسی تنظیم اور کسی خطے کے کیوں نہ ہوں میری ان سے دردمندانہ اپیل ہے کہ خاندانی حالات، ملکی حالات یا عالمی حالات دیکھ کر کفریہ طاقتوں کے پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر میدان جہاد سے بیٹھ جانا ان کیلئے کسی طور پر بھی مناسب نہیں، اللہ کا جہاد نہ تو کسی حکومت کا محتاج ہے اور نہ کسی شخصیت کا، بلکہ یہ ایک مستقل فریضہ ہے جس طرح نماز مرتے دم تک پڑھنی پڑے گی، روزے تاحیات رکھنے پڑیں گے، ویسے ہی جہاد بھی مرتے دم تک کرنا پڑیگا اور جو جہاد کرنا چاہتا ہے اس کیلئے لازم ہے وہ تحریک کے امیر سے تشکیل کروا کر اپنی اگلی زندگی کی ترتیب بنائے، 17 سال قبل محاذ جنگ پر مانگی ہوئی شہید اعظم اختر محمودؒ کی دعا آج بھی اسی طرح تروتازہ اور سدا بہار ہے..... آیئے ہم اس بات کا عزم کر لیں کہ انشاءاللہ ہم مرتے دم تک جہاد کی تحریک سے وابستہ رہیں گے، شاید قیامت کے دن اختر محمودؒ سمیت دیگر شہداء کرام کی مقدس جماعت ہمیں پہچان لے اور پھر ہم بھی ان شہداء کے ہمرکاب ہو کر جنت کے حقدار بن جائیں۔

انشاءاللہ